از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 7 فروری،

پرگونڈاہونگونڈاپاٹل

بنام

کلگونڈاشڈگونڈاپاٹل ودیگراں

(وینکٹارامااائر، ایس۔ کے۔ داس اور گجیندر گڈکر جج صاحبان)

دعوی میں ترمیم-دعوے کی مزید اور بہتر تفصیلات میں اضافہ-راحتوں کی نوعیت میں تبدیلی نہیں کی گئی-ترمیم کی تاریخ پر نیا مقدمہ جس پر حدِپابندی عائد ہے-آیا ترمیم کی اجازت دی جانی چاہیے-مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ V، سال 1908)، آرڈر VI، قاعدہ 17، آرڈر XXI، قواعد 97، 99، 103۔

S نے تیسرے مدعاعلیہ کے خلاف بے دخلی کی ڈگری حاصل کی اور ڈگری پر عمل درآمد میں جائیدادوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپیل کنندہ نے اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالی اور رکاوٹ کو ہٹانے کی درخواست کو عدالت نے 12 اپریل 1947 کو مسترد کر دیا۔ اس کے بعد اس نے موجودہ مقدمہ 12 مارچ 1948 کو مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXI، قاعدہ 103 کے تحت اس اعلان کے لیے دائر کیا کہ وہ اپیل کنندہ اور تیسرے مدعاعلیہ کو مدعو کرتے ہوئے مقدمے کی جائیدادوں پر قبضہ حاصل کرنے کا حقدار ہے۔ شکایت میں، سابقہ مقدمے میں حاصل کردہ ڈگری کے علاوہ ان حقائق یا بنیادوں کے بارے میں کوئی خاص دعوی نہیں کیا گیا تھا جن پر مدعی نے اپیل کنندہ کے خلاف جائداد متعد اعویہ پر اپنے حق کی بنیاد رکھی تھی۔ 20 نومبر 1948 کی اپنی درخواست اور اپنے تحریری گوشوارہ دونوں میں، اپیل کنندہ نے اس بنیاد پر مقدمے کی پائیداری پر اعتراض کیا کہ وہ پچھلے مقدمے میں فریق نہیں تھا اور یہ کہ مدعی نے اس کے خلاف بنائے نالش ظاہر نہیں کی۔ 29 مارچ 1950 کو جب ابتدائی معاملے پر مقدمہ سماعت کے لیے اٹھایا گیا کہ آیا جیسا کہ مقدمہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تشکیل دیا گیا ہے وہ قابل قبول ہے، تو مدعی کی طرف سے شکایت میں کیے گئے دعوے کی مزید اور بہتر تفصیلات دے کر شکایت میں ترمیم کے لیے درخواست دی گئی۔ ٹرائل جج نے درخواست کو مسترد کر دیا اور مقدمے کو کالعدم کر دیا، لیکن عدالت عالیہ نے اپیل پر درخواست کو منظور کر لیا۔ اپیل کنندہ نے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل کی اور دلیل دی کہ ترمیم کے لیے درخواست کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے تھی کیونکہ (1) ترمیم کے لیے درخواست کی تاریخ پر، آرڈر XXI، قاعدہ 103، مجموع ضابطہ دیوانی کے تحت کسی مقدمے کے لیے حد کی مدت پہلے ہی ختم ہو چکی تھی، اور (2) اگرچہ اصل شکایت میں موجود نقص کی طرف مدعی کی توجہ مبذول کرائی گئی تھی۔ 20 نومبر 1948 کے اوائل میں 29 مارچ 1950 تک ترمیم کے لیے کوئی درخواست نہیں کی گئی تھی۔

یہ حکم ہوا کہ ترمیم کی درخواست کو عدالت عالیہ نے صحیح طور پر اجازت دی تھی، کیونکہ ترامیم نے واقعی میں کوئی نیا مقدمہ متعارف نہیں کرایا اور نہ ہی مانگی گئی راحتوں کی نوعیت کو تبدیل کیا، اور اگرچہ درخواست آرڈر XXI، قاعدہ 103، مجموع ضابطہ دیوانی کے تحت کسی مقدمے کے لیے حد کی مدت ختم ہونے کے بعد کی گئی تھی، لیکن اپیل کنندہ کو کسی نئے مقدمے کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور نہ ہی اسے حیرت میں ڈال دیا گیا؛ اور نہ ہی اسے حد کی مدت ختم ہونے کے بعد پہلی بار بنائے گئے نئے دعوے کو پورا کرنا پڑا۔

چرن داس بنام عامر خان (ایل آر 47 آئی اے 255)، پر انحصار کیا۔

محترم القام لیچ اینڈ کمپنی بنام جارڈین سکنر اینڈ کمپنی ([1957] ایس۔ سی۔ آر۔ 438)، اس کے بعد۔

کنڈاس روپ چند بنام راچپاو توبا (آئی ایل آر 33 بمبئی 644،649)، منظور شدہ۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 228، سال 1953۔

سول جج، سینئر ڈویژن، کولہاپور کے دیوانی مقدمے نمبر 23، سال 1949 میں 31 مارچ 1950 کے فیصلے اور ڈگری سے اپیل نمبر 496، سال 1950 میں بمبئی عدالت عالیہ کے 6 ستمبر 1951 کے فیصلے اور ڈگری سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ایس سی آئزک، ایس این اینڈلی، رامیشور ناتھ اور جے بی دادا چنجی۔

جواب دہندگان نمبر 1 اور 2 کے لیے اچرو رام، جی اے دیسول اور نونیت لات۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

7.1957 فروری۔

عدالت کا فیصلہ ایس کے داس جسٹس نے سنایا۔

یہ 6 ستمبر 1951 کے بمبئی عدالت عالیہ کے فیصلے اور ڈگری سے خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے، جس کے ذریعے مذکورہ عدالت عالیہ نے مسترد کر دیا تھا۔ اپیل پر سول جج (سینئر ڈویژن) کولہاپور کی طرف سے دیوانی مقدمے نمبر 23/49 میں منظور کی گئی ڈگری اور کچھ شرائط کے تابع اپیل کے مرحلے پر شکایت میں ترمیم کی اجازت دی گئی۔ ذیل میں بیان کردہ حالات میں۔

ہمارے سامنے اپیل کنندہ مقدمے میں مدعاعلیہ نمبر 1 تھا۔ جواب دہندگان 1 اور 2 اصل مدعی کے وارث ہیں اور جواب دہندہ نمبر 3 کارروائی میں مدعاعلیہ نمبر 2 تھا۔ 1942 میں اصل مدعی نے مدعاعلیہ نمبر 3 کے خلاف جائداد متعداعویہ پر قبضہ کرنے کے لیے مقدمہ دائر کیا اور 28 مارچ 1944 کو بیدخلی کی ڈگری حاصل کی۔ 9 جولائی 1945 کو اپیل میں اس ڈگری کی تصدیق کی گئی۔ مزید اپیل پر کولہاپور کی اس وقت کی عدالت عظمیٰ نے 2 اپریل 1946 کو ڈگری کی توثیق کی۔ اس دوران، اصل مدعی نے ڈگری پر عمل درآمد کے لیے درخواست دی لیکن موجودہ اپیل کنندہ نے مذکورہ جائیدادوں پر قبضہ حاصل کرنے میں مزاحمت یا رکاوٹ ڈالی۔ اس کے بعد اس نے مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXI، قاعدہ 97 کے تحت درخواست دی، جس میں اس طرح کی مزاحمت یا رکاوٹ کی شکایت کی گئی۔ اس درخواست کی سماعت کی گئی اور اس کے تحت اسے مسترد کر دیا گیا۔ 12 اپریل 1947 کو مجموعہ ضابطہ دیوانی کا حکم XXI، قاعدہ 99۔ 12 مارچ 1948 کو، اصل مدعی نے مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXI، قاعدہ 103 کے تحت مقدمہ (جس میں سے یہ اپیل پیدا ہوئی ہے) اس اعلان کے لیے شروع کیا کہ وہ موجودہ اپیل کنندہ سے جائداد متعداعویہ کا قبضہ بازیافت کرنے کا حقدار ہے جسے پہلے مدعاعلیہ کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔

اس کی ترمیم سے پہلے، مدعی نے کہا: "مدعاعلیہ نمبر 2 نے مدعاعلیہ نمبر 1 کے ساتھ گٹھ جوڑ میں مذکورہ عمل درآمد کے خلاف اعتراض پیش کیا۔ مدعی نے متفرق کارروائی کی تھی۔ مقدمے نمبر 5/1946 جائداد متعداعویہ کا قبضہ حاصل کرنے، اعتراض کو ہٹانے کے لیے۔ تاہم، مدعی کے خلاف متفرق کارروائی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا، مدعی نے یہ اعلان کرنے کے لیے موجودہ مقدمہ دائر کیا ہے کہ مدعی کو مدعاعلیہان نمبر 1 اور 2 کے خلاف مقدمے کی جائیداد پر قبضہ کرنے کا حق ہے۔ سابقہ مقدمے میں حاصل کردہ ڈگری کے علاوہ، ان حقائق یا بنیادوں کے بارے میں کوئی خاص

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

بیان نہیں کیا گیا جس پر مدعی نے اپیل کنندہ کے خلاف مقدمے میں جائیدادوں پر اپنے حق کی بنیاد رکھی۔ موجودہ اپیل کنندہ کی جانب سے 20 نومبر 1948 کو ایک درخواست دائر کی گئی تھی، جس میں اس بات کی نشاندہی کی گئی تھی کہ مدعی نے سابقہ مقدمے کے فیصلے کی بنیاد پر مقدمہ دائر کیا تھا جس میں موجودہ اپیل کنندہ فریق نہیں تھا۔ اس کے بعد بیان کیا گیا: "چونکہ مدعاعلیہ مذکورہ ڈگری میں فریق نہیں ہے، اس لیے مدعی مذکورہ ڈگری سے مدعاعلیہ کے خلاف کوئی بھی ملکیت حاصل نہیں کرے گا۔ اور مدعی نے ذرا بھی وضاحت نہیں دی ہے کہ مدعاعلیہ کے خلاف اس کی ملکیت مقدمے ے ہے۔ لہٰذا اس کے بعد مدعی کو ملکیت ظاہر کرنے کے سلسلے میں ترمیم کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔" اس درخواست کی ایک کاپی مدعی کے وکیل کو سونپی گئی جس نے اس پر درج ذیل نوٹ کیا: "مدعی کا مقدمہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXI، قاعدہ 103 کے تحت ہے۔ لہٰذا جو راحت اس شق کے مطابق دی جا سکتی ہے وہ دی جا سکتی ہے۔" تفصیل کے حوالے سے اعتراض بھی لیا گیا۔ گوشوارہ میں مقدمے کی خصوصیات کا۔ تاہم اس اعتراض کو ضروری ترمیم کر کے پورا کیا گیا۔

20 دسمبر 1949 کو موجودہ اپیل کنندہ نے اپنا تحریری گوشوارہ دائر کیا و دیگر ان باتوں کے ساتھ یہ اعتراض بھی اٹھایا کہ مقدمہ اس کے خلاف قابل سماعت نہیں تھا، کیونکہ شکایت میں جہاں تک اس کا تعلق ہے بنائے نالش ظاہر نہیں کی گئی تھی۔ اس کے بعد 19 جنوری 1950 کو ایک ابتدائی مسئلہ اٹھایا گیا، جس نے یہ سوال اٹھایا کہ آیا جیسا کہ مقدمہ بنایا گیا ہے وہ اپیل گزار کے خلاف قابل قبول ہے یا نہیں۔ جب اس معاملے کی سماعت شروع ہوئی تو 29 مارچ 1950 کو اصل مدعی کی جانب سے دعوے کی مزید اور بہتر تفصیلات دینے کی اجازت کے لیے درخواست دی گئی۔ شکایت میں پیش کیا گیا، اور اس مقصد کے لیے مدعی شکایت میں پیرا 1 (اے) کے طور پر ایک نیا پیراگراف اور پیرا 3 میں چند جملے داخل کرنا چاہتا تھا۔ یہاں ان کا حوالہ دینا ضروری ہے، کیونکہ یہ وہ ترامیم تھیں جن کی اجازت بعد میں بمبئی عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے 6 ستمبر 1951 کے اپنے حکم نامے کے ذریعے دی تھی۔ نیا پیراگراف ان شرائط میں تھا: "اچل کرنجی گاؤں میں دو آزاد پاٹل خاندان 'ٹیکسیما' ہیں۔ ملکی (ریونیو) پاٹل اور پولیس پاٹل۔ جائداد متعداعویہ پولیس پاٹل خاندان کی انعام اراضی ہیں۔ بھاگیرتھی بائی نام کی ایک عورت، شیوگونڈا پاٹل کی بیوی، پولیس پاٹل خاندان کی نووالی 'ورچی وطندار' (نمائندہ وطندار) تھی۔ اس خاتون کا 1936 میں انتقال ہوا۔ عورت کی موت کی وجہ سے مدعی نے قریبی وارث کی حیثیت سے مقدمے کی جائیداد پر میراث کی ملکیت حاصل کر لی۔ جائداد متعداعویہ بغیر کسی حق کے مدعاعلیہ نمبر 2 کے قبضے میں تھیں اور اس کے تحت تھیں۔ لہٰذا، مدعی نے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جائداد متعدا عویہ کی اپنی ملکیت کا اعلان کرنے اور اس پر قبضہ حاصل کرنے کے لیے مقدمے نمبر 3/1942 دائر کیا۔ اپیل نمبر 9/44 اور سپریم اپیل نمبر 5/46 میں مدعی کو متفقہ طور پر وارث اور مالک قرار دیا گیا تھا اور جائداد متعدا عویہ کا قبضہ مدعی کو دے دیا گیا تھا۔" پیراگراف 3 میں شامل کیے جانے والے جملے یہ تھے: "مدعاعلیہ نمبر 1 کا تعلق ملکی (ریونیو) پاٹل خاندان سے ہے۔

اس کا پولیس پاٹل خاندان میں جائداد متعدا عویہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔" 31 مارچ 1950 کے اپنے حکم کے ذریعے، فاضل سول جج نے درخواست کو مسترد کر دیا اور اسی دن اس نے مقدمے کو اس بنیاد پر بیدخل کر دیا کہ مدعاعلیہ نمبر 1، ہمارے سامنے اپیل کنندہ کے خلاف حق کا کوئی مقدمہ نہیں بنایا گیا، جو بیدخل کرنے میں پہلے مقدمے میں فریق نہیں تھا جس میں مدعی نے مدعاعلیہ نمبر 2 کے خلاف ڈگری حاصل کی تھی۔ اس فیصلے اور فاضل سول جج کی ڈگری سے بمبئی کی عدالت عالیہ میں اپیل کی گئی اور عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے مدعی کو اخراجات وغیرہ کی قیود پر رکھنے کے بعد شکایت میں ترمیم کی اجازت دی۔ ترمیم کی اجازت دیتے ہوئے فاضل ججوں نے مشاہدہ کیا: "ہم سمجھتے ہیں کہ جو ہم کرنے کی تجویز کرتے ہیں وہ کرنے سے ہم پہلے مدعاعلیہ کو ایک بہت ہی قیمتی حق سے محروم کر سکتے ہیں جو اس کا دعوی ہے کہ اس نے حاصل کیا ہے، یعنی ترمیم شدہ شکایت کے خلاف حد بندی کی استدعا کرنا، لیکن ہم اس معاملے میں ٹھوس انصاف کے اصولوں کے حوالے سے زیادہ رہنمائی کرتے ہیں اور ہم سوچتے ہیں کہ اگر ہم پہلے مدعاعلیہ کو اس کے حق میں اور مدعی کے خلاف لاگت کے سخت احکامات دے کر کافی معاوضہ دے سکتے ہیں تو ہم اس کے ساتھ کوئی ناانصاف نہیں کریں گے۔ یہ، بالآخر، جائیداد کے حق کا سوال ہے اور ہم یہ مشاہدہ کرنے میں جائز ہوں گے کہ جب شڈ گونڈا کی طرف سے 1942 میں پر گونڈا انپا کے خلاف بیدخل کرنے کا مقدمہ دائر کیا گیا تھا تو اس نے اسے جائداد متعدا عویہ کے اپنے حق پر مبنی کیا تھا اور یہ صرف پر گونڈا انپا کے خلاف تھا کہ اس نے ڈگری حاصل کی تھی۔ جب یہ ڈگری جو اس نے دوسرے مدعاعلیہ پر گونڈا انپا کے خلاف حاصل کی تھی، اس کا ذکر شکایت میں ایک ابتدائی نقطہ کے طور پر کیا گیا تھا جب یہ دائر کیا گیا تھا، تو مدعی کے حق میں یہ مشاہدہ کرنا زیادہ اہم نہیں ہو گا کہ جو ڈگری اس نے دوسرے مدعاعلیہ کے خلاف حاصل کی تھی، جو مقدمے کی جائیداد پر اس کے حق کی طاقت پر حاصل کی گئی تھی، وہ واقعی اس کے حق کے دستاویزات میں سے ایک تھی۔ جہاں تک پہلے مدعاعلیہ کا تعلق ہے، مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXI، قاعدہ 103 کے تحت ضروری دعوی یہ تھا کہ پہلا مدعاعلیہ مدعی کو اس ڈگری پر عمل درآمد میں جائداد متعدا عویہ کا قبضہ حاصل کرنے میں غلط طریقے سے رکاوٹ ڈال رہا تھا جو اس نے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دوسرے مدعاعلیہ کے خلاف اس معاملے میں باقاعدگی سے حاصل کی تھی۔ یہ مؤقف ہونے کے ناطے، ہم سمجھتے ہیں کہ ہم پہلے مدعاعلیہ کے ساتھ کوئی ناانصافیاں نہیں کر رہے ہیں اگر ہم مدعی کو اس آخری مرحلے میں بھی اپنی شکایت میں ترمیم کرنے کی اجازت دیتے ہیں جیسا کہ اس نے مارچ 1950 میں دائر کی گئی مزید اور بہتر تفصیلات کے لیے اپنی درخواست میں تجویز کردہ پیراگراف ڈال کر دیا ہے۔"

اس کے بعد اپیل کنندہ نے اس عدالت سے خصوصی اجازت حاصل کی، اور موجودہ اپیل دائر کی۔ اپیل گزار کی جانب سے ہمارے سامنے جس اہم نکتے پر بحث کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اس معاملے کے حالات میں عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے اتنے آخری مرحلے میں شکایت میں ترمیم کی اجازت دینے میں غلطی کی تھی۔ یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے یہ دلیل نہیں دی کہ اپیلٹ عدالت کے پاس ترمیم کی اجازت دینے کا کوئی دائرہ اختیار یا اختیار نہیں تھا۔ ان کا عرض تھا کہ اگرچہ اپیلٹ عدالت کے پاس اس طرح کے اختیارات یا دائرہ اختیار موجود ہیں، لیکن اس اختیار کا استعمال موجودہ مقدمے کے حالات میں نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔ ہمارے سامنے ایسے دو حالات پر بہت زور دیا گیا تھا۔ ایک یہ تھا کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXI، قاعدہ 103 کے تحت کسی مقدمے کے لیے حد بندی کی مدت 29 مارچ 1950 سے پہلے ہی ختم ہو چکی تھی، جس تاریخ کو ترمیم یا مزید اور بہتر تفصیلات دینے کے لیے درخواست دی گئی تھی۔ دوسری صورت جس پر اپیل کنندہ کے وکیل نے زور دیا کہ مدعی کی توجہ اصل شکایت میں موجود نقص کی طرف 20 نومبر 1948 کو اپیل کنندہ کی جانب سے دائر درخواست کے ذریعے مبذول کرائی گئی تھی، اور اس درخواست کے باوجود 29 مارچ 1950 تک کوئی ترمیم نہیں مانگی گئی تھی۔

ان دونوں حالات پر عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے پوری طرح غور کیا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXI، قاعدہ 103 کے تحت کسی مقدمے کے لیے حد بندی کی مدت، یعنی آرڈر XXI کے قاعدہ 99 کے تحت کیے گئے منفی حکم کی تاریخ سے ایک سال، 20 نومبر 1948 سے کچھ وقت پہلے ختم ہو چکی تھی، جس تاریخ کو اپیل کنندہ نے اپنی پہلی درخواست دائر کی تھی جس میں شکایت میں خامی کی نشاندہی کی گئی تھی، آرڈر XXI، قاعدہ 99 کے تحت منفی حکم 12 اپریل 1947 کو بنایا گیا تھا۔ اپیل کنندہ نے 20 نومبر 1948 کو جو درخواست دی تھی، اس میں اس طرح کے فائدہ مند مقصد کی اہلیت نہیں تھی جو اب اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کے ذریعے ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جب درخواست دی گئی تھی، تو حد کی مدت پہلے ہی ختم ہو چکی تھی، اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

اپیل کنندہ نے بہت واضح طور پر کہا تھا کہ مدعی کو اس کے بعد ترمیم کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔اس لیے ہمیں نہیں لگتا کہ اپیل کنندہ 20 نومبر 1948 کو اپنی طرف سے کی گئی درخواست سے زیادہ سرمایہ کما سکتا ہے۔

حال ہی میں، ہمیں محترم المقام لیچ اینڈ کمپنی بنام جارڈین سکنر اینڈ کمپنی ([1]) میں ترمیم کے لیے اسی طرح کی استدعا پر غور کرنے کا موقع ملا ہے جہاں، ہمارے سامنے اپیل میں شکایت میں ترمیم کی اجازت دیتے ہوئے، ہم نے کہا: "اس میں کوئی شک نہیں کہ عدالتیں ایک قاعدے کے طور پر، ترامیم کی اجازت دینے سے انکار کر دیں گی، اگر ترمیم شدہ دعوے پر ایک نیا مقدمہ درخواست کی تاریخ پر حد سے روک دیا جائے گا۔ لیکن یہ ایک عنصر ہے جسے صوابدید کے استعمال میں مد نظر رکھا جانا چاہیے کہ آیا ترمیم کا حکم دیا جانا چاہیے، اور اگر انصاف کے مفاد میں اس کی ضرورت ہو تو عدالت کے حکم دینے کے اختیار کو متاثر نہیں کرتا ہے۔" یہ مشاہدات ایک ایسے معاملے میں کیے گئے تھے جہاں اصل میں سامان کی تبدیلی کی بنیاد پر نقصانات کا دعوی کیا گیا تھا۔ ہم نے عدالت عالیہ کے فاضل ججوں کے ساتھ قرارداد ہوئے کہا کہ شواہد کے مطابق تبادلوں کی بنیاد پر نقصانات کا دعوی ناکام ہونا چاہیے۔ اس کے بعد مدعیوں نے اس عدالت میں درخواست دائر کی کہ متبادل طور پر سامان کی فراہمی نہ کرنے پر معاہدے کی خلاف ورزی کے نقصانات کا دعوی کر کے شکایت میں ترمیم کی جائے۔ جواب دہندگان نے درخواست کی مخالفت کی اور مزاحمت کی ایک بنیاد یہ تھی کہ حد کی مدت ختم ہو چکی تھی۔ ہم نے چرن داس بنام عامر خان ([2]) کے فیصلے کو درست کے طور پر قبول کیا جس میں کہا گیا تھا کہ "اگرچہ ترمیم کرنے کا مکمل اختیار تھا، اس طرح کے اختیار کا استعمال ایک قاعدے کے طور پر نہیں کیا جانا چاہئے جہاں اس کا اثر مدعا علیہ سے قانونی حق چھیننا تھا جو اسے وقت گزرنے کے ساتھ حاصل ہوا تھا۔ پھر بھی ایسے معاملات تھے جہاں اس طرح کے تحفظات مقدمے کے خصوصی حالات سے زیادہ تھے"۔

جیسا کہ چرن داس کے معاملے ([1]) میں نشاندہی کی گئی ہے، استعمال کیا گیا اختیار بلاشبہ فاضل ججوں کی صوابدید کے اندر تھا۔ جس چیز پر زور دیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ صوابدید کا استعمال غلط اصول پر کیا گیا تھا۔ ہمیں نہیں لگتا کہ موجودہ معاملے میں اس طرح کا استعمال کیا گیا تھا۔ موجودہ مقدمے کے حقائق پریوی کونسل کے محترم المقام کے سامنے کے مقدمے سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ مؤخر الذکر میں، جواب دہندگان نے مخصوص زمین پر اپنے استثنی کے حق کے اعلان کے لیے مقدمہ دائر کیا، جو مقدمے کی ایک شکل ہے جو مخصوص راحت ایکٹ (I، سال 1877) کی دفعہ 42 فقرہ کے حوالے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سے نہیں ہے۔ٹرائل جج اور پہلی اپیلٹ عدالت نے قبل از وقت قبضے کا دعوی کرکے شکایت میں ترمیم کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا، کیونکہ حق کو نافذ کرنے کے لیے مقدمہ لانے کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ دوسری اپیل پر عدالت نے ترمیم کرنے کی اجازت دے دی، اس بات پر شک کرنے کی کوئی بنیاد نہیں تھی کہ مدعیوں نے نیک نیتی سے کام نہیں لیا، اور مجوزہ ترمیم نے مانگی گئی راحت کی نوعیت کو تبدیل نہیں کیا۔ ہمارے سامنے مقدمے میں، شکایت میں بھی اسی طرح کی خامی تھی، اور ٹرائل جج نے اس بنیاد پر شکایت میں ترمیم کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا کہ مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXI، قاعدہ 103 کے تحت مقدمے کی حد کی مدت ختم ہو چکی تھی۔عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے صحیح طور پر نشاندہی کی کہ ٹرائل عدالت میں غلطی زیادہ فاضل وکیل کی تھی اور مجوزہ ترمیم نے مانگی گئی راحتوں کی نوعیت کو تبدیل نہیں کیا۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے ہمیں کسند اس روپ چند بنام راچپا وتوبا(2) کے فیصلے کی طرف اشارہ کیا اور صفحہ 655 پر بیمن جسٹس کے مشاہدات پر بہت زیادہ انحصار کیا:"میری رائے میں، دو سادہ جائزہ، اور صرف دو، لاگو کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ آیا دیا گیا معاملہ اصول کے اندر ہے۔ سب سے پہلے، کیا جو فریق ترمیم کا مطالبہ کر رہا ہے وہ ترمیم کے بغیر اتنی ہی راحت حاصل کر سکتا ہے؟ اگر نہیں، تو یہ ضروری ہے کہ مجوزہ ترمیم دوسرے فریق کو نقصان پہنچاتی ہے، اس سے اس کے مخالف کو اس سے زیادہ حاصل کرنے کی اجازت ملتی ہے جو وہ حاصل کر سکتا تھا لیکن ترمیم کے لیے۔ دوسرا، ان حالات میں، کیا پارٹی کو اس طرح نقصان پہنچا کر اس کی تلافی اخراجات کے ذریعے کی جا سکتی ہے؟ اگر نہیں، تو ترمیم کی اجازت نہیں ہونی چاہیے، جب تک کہ معاملہ اتنا مخصوص نہ ہو کہ اسے اصول کے دائرہ کار سے باہر لے جایا جائے۔" انہوں نے دعوی کیا کہ مذکورہ بالا مشاہدات میں طے شدہ پہلا جائزہ موجودہ معاملے میں پورا نہیں ہوا۔ ہم اس دلیل سے متفق نہیں ہیں۔ پہلے یہ نا ہی قابل عمل اور نا ہی مشورہ دار کے ساتھ صوابدید طاقت کا احاطہ کرنا بلکہ ایک غیر لچکدار فارمولے کی آبنائے جیکٹ ہے۔ دوم، ہم یہ نہیں سمجھتے کہ "راحت کی مقدار"، ایک ایسا اظہار جو تمام حالات میں تعریف یا اطلاق کے لیے کسی حد تک مشکل ہے، اس معاملے میں کی جانے والی ترامیم سے کسی بھی طرح متاثر ہوا تھا۔ موجودہ معاملے میں جو ہوا وہ یہ تھا کہ مدعی میں ایک نقص تھا جو مدعی کی راہ میں رکاوٹ بن کر کھڑا تھا جو اس نے راحت مانگی تھی؛ اس نقص کو ترامیم کے ذریعے دور کر دیا گیا تھا۔ مانگی گئی راحتوں کا معیار اور مقدار یکساں رہی؛ راحت دی جانی چاہیے یا نہیں یہ ایک مختلف معاملہ ہے جس کے بارے میں ہمیں اس مرحلے پر کوئی رائے ظاہر کرنے کے لیے نہیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کہا گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ صحیح اصولوں کا اظہار بیچلور جسٹس نے اسی معاملے میں اپنے فیصلے میں کیا تھا۔ کسن داس روپ چند کا معاملہ ([1])، جب انہوں نے صفحہ 649-650 پر کہا: "تمام ترامیم کی اجازت دی جانی چاہیے جو دو شرائط کو پورا کرتی ہیں (a) دوسرے فریق کے ساتھ ناانصاف نہ کرنے کی، اور (b) فریقین کے درمیان تنازعہ میں حقیقی سوالات کے تعین کے مقصد کے لیے ضروری ہونے کی، لیکن میں مزید حکام کا حوالہ دینے سے گریز کرتا ہوں، کیونکہ، میری رائے میں، وہ سب بالکل ایک ہی نظریہ پیش کرتے ہیں۔ یہ نظریہ، جیسا کہ میں سمجھتا ہوں، یہ ہے کہ ترامیم سے صرف اس صورت میں انکار کیا جانا چاہیے جہاں دوسرے فریق کو اسی عہدے پر نہیں رکھا جا سکتا جیسے کہ استدعا اصل میں درست تھی، لیکن ترمیم سے اسے تکلیف پہنچے گی جس کی تلافی اخراجات میں نہیں کی جاسکتی تھی۔ یہ محض اس عام اصول کا ایک خاص معاملہ ہے کہ جہاں کوئی مدعی بنائے نالش کے سلسلے میں ایک نیا دعوی قائم کر کے ترمیم کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کی وجہ سے مقدمہ کا ادارہ حد سے روک دیا گیا تھا، اس ترمیم سے انکار کیا جانا چاہیے؛ اس کی اجازت دینا مدعاعلیہ کو تکلیف پہنچانا ہوگا جو نہیں کر سکتا تھا۔ اسے دعوے کے اچھے دفاع سے محروم کر کے اخراجات میں معاوضہ دیا جائے۔ اس لیے حتمی جائزہ اب بھی وہی رہتا ہے: کیا ترمیم کی اجازت دوسری طرف کے ساتھ ناانصاف کیے بغیر دی جاسکتی ہے، یا نہیں؟" جسٹس بیٹچیلر نے یہ مشاہدات ایک ایسے معاملے میں کیے جہاں دعوی شراکت داری اور کھاتوں کو ختم کرنے کا تھا، مدعیوں نے الزام لگایا کہ شراکت داری کے قرارداد کے مطابق انہوں نے مدعاعلیہان کو 4001 روپے مالیت کا کپڑا پہنچایا تھا۔ ماتحت جج نے پایا کہ مدعیوں نے کپڑا پہنچایا تھا، لیکن اس نتیجے پر پہنچے کہ کوئی شراکت داری نہیں بنائی گئی تھی۔ اپیل کے مرحلے پر، مدعیوں نے شراکت داری کی استدعا کو ترک کر دیا اور 4,001 روپے کی وصولی کے لیے استدعا شامل کر کے ترمیم کی اجازت کی استدعا کی۔ اس تاریخ پر رقم کے دعوے کو حد کی وجہ سے روک دیا گیا تھا۔ یہ حکم ہوا کہ ترمیم کی صحیح اجازت دی گئی تھی، کیونکہ دعوی کوئی نیا دعوی نہیں تھا۔

ہمارے خیال میں وہی اصول موجودہ معاملے میں لاگو ہونے چاہئیں۔ ترامیم واقعی ایک نیا مقدمہ متعارف نہیں کراتی ہیں، اور خود اپیل کنندہ کی طرف سے دائر درخواست سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حیران نہیں ہوا تھا؛ اور نہ ہی اسے حد کی مدت ختم ہونے کے بعد پہلی بار قائم کردہ نئے دعوے کو پورا کرنا پڑا۔

ان وجوہات کی بناء پر، ہمیں اپیل میں کوئی قابلیت نظر نہیں آتی، جسے اس کے مطابق اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

اپیل مسترد کردی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document